حضرت خواجہ پیر شیخ القرآن

محمد عبدالغفور ہزاروی گولڑویؒ

حالات زندگی اک نظر میں

تحریر: علی صفوان

مرتب: محمد عارف ہزاروی

موبائل نمبر: 0301-6256500

آستانہ عالیہ حضرت شیخ القرآن علامہ ہزاروی روڈ مہر آباد بھٹی کے وزیر آباد

میں دعائے عبدالغفورؒ ہوں
میں رضائے عبدالشکورؒ ہوں

مجھے غم نہیں کسی بھول کا
میں غلام اٰل رسول ﷺ کا

میرے سر پہ سایۂ گولڑہ
مجھے ہے یہی اک حوصلہ

ملے مجھ کو حق کی عارفی
ہے یہی عارف کی اک التجا

محمد عارف ہزاروی

حضرت ابو الحقائق جناب قبلہ شیخ القرآن مولانا محمد عبد الغفور ہزاروی رح

آسمان علم و معرفت کے مہر درخشاں زبدۃ العارفین مخدوم اہل سنت استاد العلماء المعروف حضرت شیخ القرآن خواجہ پیر محمد عبد الغفور صاحب ہزاروی چشتی نظامی قادری رحمتہ اللہ علیہ کے آباؤاجداد نے تقریباً 1200 ھ میں علاقہ سوات سے ہجرت کر کے صوبہ سرحد موجودہ خیبر پختونخوا کے گاؤں چمبہ تحصیل ہری پور ہزارہ میں آکر سکونت اختیار کی۔

حضرت مولانا محمد عالمؒ کے چار صاحبزادے تھے۔

جن میں حضرت مولانا عبد الحمیدؒ صاحب اور مولانا عبد الحیؒ صاحب نے سب سے زیادہ شہرت حاصل کی۔

جب ۹ ذی الحجہ ۱۳۳۰ھ بمطابق یکم اپریل ۱۹۱۰ء جمعتہ المبارک کی صبح صادق کے وقت حضرت مولانا عبد الحمیدؒ صاحب کے ہاں بیٹے کی پیدائش ہوئی تو اپ نے اپنے والد ماجد حضرت مولانا محمد عالمؒ کے پیر طریقت قیوم زماں حضرت پیر خواجہ محمد عبد الغفورؒ سیدو شریف کی نسبت سے اپنے بیٹے کا نام محمد عبد الغفور رکھا جو بعد میں حضرت ابو الحقائق شیخ القرآن کے نام سے مشہور ہوئے۔

ہماری آج کی یہ تحریر حضرت قبلہ ابو الحقائق خواجہ پیر محمد عبد الغفور ہزاروی رحمۃ کی زندگی کے چند نمایاں پہلوؤں سے اپ کو روشناس کرنے کی غرض سے لکھی گئی ھے۔

حضرت شیخ القرآن خواجہ محمد عبد الغفور صاحب ہزارویؒ بچپن سے ہی بہترین صلاحیتوں کے مالک تھے۔ دنیاوی کھیل سے شروع ہی سے دور رہے۔ اور علم کی تلاش میں ساری زندگی وقف کر دی۔ ابتدائی کتب سے لے کر فقہ تک کی کتب اپنے والد ماجد سے پڑھیں اس کے بعد بھوئی ضلع اٹک تشریف لے گئے اور وہاں جا کر استاد العلماء حضرت مولانا احمد دین صاحب اور مولانا محب النبیؒ صاحب سے تعلیم حاصل کی۔ حضرت شیخ القرآنؒ کے اساتذہ کرام میں حضرت کے پیر طریقت آفتاب شریعت قبلہ عالم غوث زماں حضرت سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحبؒ بھی شامل تھے۔ آپ نے خیر و برکت کے خیال سے اکثر کتابوں کا آغاز قبلہ عالم حضرت گولڑویؒ سے کیا۔ ایک بار درخواست کی کہ قبلہ میرے لئے خصوصی دعا فرمائیں

چنانچہ آفتاب گولڑہ قبلہ عالم اعلیٰ حضرت سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحب نے دعا کی اور پیشین گوئی بھی فرمائی چنانچہ دربار عالیہ گولڑہ شریف کی اکثر مجالس میں آپ نے اس بات کا ذکر کیا کہ میں حضور قبلہ عالم کی دعا اور ان کے کرم کا زندہ ثبوت ہوں۔

جب آپ نے درس نظامی کی تکمیل کر لی تو آپ لاہور تشریف لائے۔ یہاں پر آپ کو تسلی نہ ہوئی۔ علمی شوق اس قدر غالب تھا کہ دہلی تشریف لے گئے۔ دوران تعلیم اکثر و بیشتر فاقہ کشی کی نوبت آئی مگر کیا مجال کسی پر ظاہر کیا ہو۔ پائے استقلال میں ذرہ بھر جنبش نہ آئی۔ آپ نے دار العلوم فتح پوری میں بھی داخلہ لیا۔ کئی میل کا پیدل سفر کر کے دار العلوم جاتے اور تھوڑے سے چنے کھا کر گزارہ کرتے۔

دہلی میں دوران تعلیم محدث اعظم حضرت مولانا سردار احمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے منظر الاسلام بریلی شریف میں پڑھنے کا مشورہ دیا۔

چنانچہ آپ بریلی تشریف لے گئے اور اعلیٰ حضرت مولانا الشاہ احمد رضا خاں بریلویؒ کے صاحبزادے حجتہ السلام حضرت مولانا شاہ حامد رضا خان بریلویؒ سے دورہ حدیث پڑھا اور سند فراغت حاصل کی۔ علمی قابلیت اور ذہانت کو دیکھتے ہوئے استاد مکرم حجتہ السلام حضرت مولانا حامد رضا خان بریلویؒ نے آپ کو ابو الحقائق کا خطاب دیا۔ اور اپنے مدرسے میں بطور مدرس آپ کی خدمات کو حاصل کیا۔

اپ کے چھوٹے بھائی حضرت غلام ربانی رح نے بھی دار العلوم بریلی شریف سے سند فراغت حاصل کی اور اعلی حضرت بریلی نے اپ کو ابو المعانی کا خطاب عطا فرمایا۔

حضرت شیخ القرآنؒ بریلی شریف میں کچھ عرصہ تک درس و تدریس کا کام سر انجام دیتے رہے پھر آپ گجرات (پنجاب) تشریف لے گئے اور انجمن خدام الصوفیاء کے تحت درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ اور ساتھ ساتھ شیشانوالہ گیٹ گجرات کی جامع مسجد میں خطابت کے فرائض سر انجام دیئے۔

یہاں پر دیگر سینکڑوں طلباء کے علاوہ حضرت علامہ مولانا محمود شاہ گجراتیؒ صاحب سابق صدر جمعیت العلماء پاکستان نے بھی درس نظامی کی کتب پڑھیں۔

آپ ۱۹۳۵ء میں گجرات سے وزیر آباد تشریف لے گئے۔ اور ریلوے اسٹیشن کے ساتھ متصل جامع مسجد (جو شہر کی سب سے بڑی اور مرکزی جامع مسجد ہے) میں چند سال تک انجمن کی ماتحتی میں کام کیا مگر بعد ازاں غیور طبیعت نے اسے گوارہ نہ کیا۔ پھر تادم زیست آزادانہ طور پر خطابت کے فرائض سر انجام دیتے رہے۔ آپ نے مسجد کی تعمیر از سر نو فرمائی اور اس کے ساتھ دار العلوم جامعہ نظامیہ غوثیہ بھی تعمیر کروایا۔

اس دور میں ڈاکٹر بلگرامی صاحب کی طرف سے جامعہ اسلامیہ بہاولپور کیلئے آپ کو پندرہ سو روپے ماہوار تنخواہ، کوٹھی اور کار کی پیش کش ہوئی لیکن آپ نے اس سے انکار کر دیا اور جامع نظامیہ غوثیہ میں درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔

آپ کے شاگردوں میں

حضرت پیر محمد علاؤالدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نیریاں شریف آزاد کشمیر،

حضرت مولانا محمد فاصل نقشبندی، ڈھانگری شریف (میرپور)

حضرت پیر سید عابد حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ آستانہ عالیہ علی پور سیداں شریف،

استاد العلماء مولانا غلام جیلانی رحمۃ اللہ علیہ مانسہرہ،

حضرت شیخ الحدیث ابوالحسنات محمد اشرف صاحب سیالوی رحمۃ اللہ علیہ،

حضرت صاحبزادہ محمد عبدالصبور صاحب ہزاروی،

استاد العلماء علامہ محمد عبدالحق صاحب مہتمم جامعہ امدادیہ بندیال،

حضرت پیر خادم حسین صاحب چورہ شریف

علامہ مفتی ہدایت اللہ صاحب پسروری مہتمم ہدایت القرآن ملتان،

حضرت علامہ مولانا مقصود احمد صاحب سابق خطیب جامع مسجد حضرت داتا گنج بخشؒ،

حضرت مولانا محمود شاہ گجراتی رحمۃ اللہ علیہ،

پیر طریقت حضرت مولانا محمد سلیم صاحب نقشبندی فیصل آباد،

مولانا مفتی عبدالقیوم صاحب پرنسپل جامع کھڑی شریف آزاد کشمیر،

حضرت مولانا محمد شمس الزماں صاحب خطیب جامع مسجد بیڈن روڈ،

حضرت صاحبزادہ مولانا غلام محمد صاحب بھور شریف ضلع میانوالی،

مولانا محمد فاضل صاحب فیصل آبادی،

حضرت مولانا غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ سمندری،

حضرت مولانا سعید احمد مجددی رحمۃ اللہ علیہ گوجرانوالہ

وغیرہ جیسے نامور علماء و مشائخ شامل ہیں۔ آپ کے شاگردوں کی تعداد ہزاروں میں ہے۔

تحریک پاکستان کے حوالے سے آپ کی خدمات بے مثل و بے نظیر ہیں۔ پاکستان مسلم لیگ میں شمولیت سے قبل بھی ملی تحریکوں میں حصہ لیتے رہے۔

جب تحریک نیلی پوش مسجد شہید گنج کیلئے چلی تو اس میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور اس تحریک کے روح رواں ملک لال خان اور مولانا ظفر علی خاں کے ساتھ دن رات کام کیا۔ چنانچہ آپ کو مجلس اتحاد ملت کا نائب صدر منتخب کر لیا گیا۔ مجلس اتحاد ملت دو سال تک مسجد کی بازیابی کے لئے سرگرم عمل رہی۔ خاطر خواہ نتیجہ نہ ظاہر ہوا تو قائدین مجلس سے مجلس کو توڑ کر مسلم لیگ میں شامل ہونے کا ارادہ کر لیا۔ چنانچہ ۱۹ اپریل ۱۹۳۸ء کو کلکتہ میں مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس میں جس کی صدارت بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناحؒ فرما رہے تھے تو اس عظیم الشان اجلاس میں حضرت شیخ القرآن مولانا محمد عبد الغفور ہزاروی نے اسٹیج پر کھڑے ہو کر ایک دلآویز اور پر جوش تقریر کی اور فرمایا کہ آج سے ہم نے مجلس اتحاد ملت کو توڑ کر مسلم لیگ میں مدغم کرنے کا فیصلہ کر دیا ہے اب ہم مسلم لیگ کے پرچم تلے قائد اعظمؒ کی رہنمائی میں ملک و قوم کی خدمت کریں گے۔ اس جماعت کے جیش نیلی پوش اب مسلم لیگ کے سپاہی ہوں گے۔ آپ کی دلپذیر تقریر سن کر قائد اعظمؒ بہت متاثر ہوئے۔

بانی پاکستان سے حضرت شیخ القرآن کی یہ پہلی ملاقات تھی۔ قائد اعظمؒ آپ کی شخصیت اور تقریر سے اس قدر متاثر ہوئے کہ جب آپ نے قائد اعظمؒ کو وزیر آباد آنے کی دعوت دی تو قائد اعظمؒ اپنی بے پناہ مصروفیات کے باوجود انکار نہ کر سکے۔ وزیر آباد تشریف لائے اور جامع مسجد غوثیہ سے ملحقہ وسیع میدان میں لوگوں سے خطاب فرمایا۔ حضرت شیخ القرآن نے جلسہ کے تمام انتظامات اپنی نگرانی میں کروائے اور بانی پاکستان کا پر جوش استقبال کیا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ قائد اعظمؒ وزیر آباد تشریف لائے۔ وہاں پر احرار پارٹی کا بڑا زور تھا۔ مگر اس عظیم الشان جلسے کے بعد لوگ جوق در جوق مسلم لیگ میں شامل ہونے لگے۔

جب ۲۳ مارچ 1940ء کو لاہور میں قرارداد پاکستان منظور ہوئی تو اس عظیم الشان اجتماع میں بھی حضرت شیخ القرآن نے جمع اپنے جملہ رفقاء کے ساتھ شرکت کی۔

آپ کے سیاسی مقام کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ آپ اسٹیج پر مولانا ظفر علی خان کے ہمراہ تشریف فرما تھے۔

قرار داد پاکستان کی منظوری کے بعد حضرت شیخ القرآن نے دیگر علماء کے ہمراہ پورے ملک کا دورہ کیا۔ اس سلسلہ میں آپ سیالکوٹ سے ملحقہ ایک گاؤں میں تشریف لے گئے۔ آپ کے ساتھ بابائے صحافت مولانا ظفر علی خان بھی تھے۔ اس وقت وہاں احراریوں کا معرکتہ الآرا جلسہ بھی ہو رہا تھا۔ دوسری طرف علماء اہل سنت نے اپنا اسٹیج لگا رکھا تھا۔ جب احراریوں کے اجتماع میں کچھ زیادہ ہی عوام کی کشش نظر آ رہی تھی تو حضرت شیخ القرآنؒ فوراً مائیک پر آئے اور ایک فصیح و بلیغ خطبہ دیا۔ لوگ دھڑا دھڑ آپ کے پنڈال کی طرف آنے لگے اور دیکھتے ہی دیکھتے مخالف حضرات کا پنڈال خالی ہو گیا۔ یہ دیکھ کر مولانا ظفر علی خان وفور جذبات سے بے خود ہو گئے اور فی البدیہ ایک نظم پڑھی جس کا ایک شعر ہے

میں آج سے مرید ہوں عبد الغفورؒ کا　　　چشمہ ابل رہا ہے محمد ﷺ کے نور کا

جب تحریک نیلی پوش مسجد شہید گنج کیلئے چلی تو اس میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور اس تحریک کے روح رواں ملک لال خان اور مولانا ظفر علی خاں کے ساتھ دن رات کام کیا۔ چنانچہ آپ کو مجلس اتحاد ملت کا نائب صدر منتخب کر لیا گیا۔ مجلس اتحاد ملت دو سال تک مسجد کی بازیابی کے لئے سرگرم عمل رہی۔ خاطر خواہ نتیجہ نہ ظاہر ہوا تو قائدین مجلس سے مجلس کو توڑ کر مسلم لیگ میں شامل ہونے کا ارادہ کر لیا۔ چنانچہ ۱۹ اپریل ۱۹۳۸ء کو کلکتہ میں مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس میں جس کی صدارت بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناحؒ فرمارہے تھے تو اس عظیم الشان اجلاس میں حضرت شیخ القرآن مولانا محمد عبد الغفور ہزاروی نے اسٹیج پر کھڑے ہو کر ایک دلآویز اور پر جوش تقریر کی اور فرمایا کہ آج سے ہم نے مجلس اتحاد ملت کو توڑ کر مسلم لیگ میں مدغم کرنے کا فیصلہ کر دیا ہے اب ہم مسلم لیگ کے پرچم تلے قائد اعظمؒ کی رہنمائی میں ملک و قوم کی خدمت کریں گے۔ اس جماعت کے جیش نیلی پوش اب مسلم لیگ کے سپاہی ہوں گے۔ آپ کی دلپزیر تقریر سن کر قائد اعظمؒ بہت متاثر ہوئے۔

بانی پاکستان سے حضرت شیخ القرآن کی یہ پہلی ملاقات تھی۔ قائد اعظمؒ آپ کی شخصیت اور تقریر سے اس قدر متاثر ہوئے کہ جب آپ نے قائد اعظمؒ کو وزیر آباد آنے کی دعوت دی تو قائد اعظمؒ اپنی بے پناہ مصروفیات کے باوجود انکار نہ کر سکے۔ وزیر آباد تشریف لائے اور جامع مسجد غوثیہ سے ملحقہ وسیع میدان میں لوگوں سے خطاب فرمایا۔ حضرت شیخ القرآن نے جلسہ کے تمام انتظامات اپنی نگرانی میں کروائے اور بانی پاکستان کا پرجوش استقبال کیا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ قائد اعظمؒ وزیر آباد تشریف لائے۔ وہاں پر احرار پارٹی کا بڑا زور تھا۔ مگر اس عظیم الشان جلسے کے بعد لوگ جوق در جوق مسلم لیگ میں شامل ہونے لگے۔

جب ۲۳ مارچ 1940ء کو لاہور میں قرارداد پاکستان منظور ہوئی تو اس عظیم الشان اجتماع میں بھی حضرت شیخ القرآن نے جمع اپنے جملہ رفقاء کے ساتھ شرکت کی۔

آپ کے سیاسی مقام کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ آپ اسٹیج پر مولانا ظفر علی خان کے ہمراہ تشریف فرما تھے۔

قرار داد پاکستان کی منظوری کے بعد حضرت شیخ القرآن نے دیگر علماء کے ہمراہ پورے ملک کا دورہ کیا۔ اس سلسلہ میں آپ سیالکوٹ سے ملحقہ ایک گاؤں میں تشریف لے گئے۔ آپ کے ساتھ بابائے صحافت مولانا ظفر علی خان بھی تھے۔ اس وقت وہاں احراریوں کا معرکتہ الآرا جلسہ بھی ہو رہا تھا۔ دوسری طرف علماء اہل سنت نے اپنا اسٹیج لگا رکھا تھا۔ جب احراریوں کے اجتماع میں کچھ زیادہ ہی عوام کی کشش نظر آرہی تھی تو حضرت شیخ القرآنؒ فوراً مائیک پر آئے اور ایک فصیح و بلیغ خطبہ دیا۔ لوگ دھڑا دھڑ آپ کے پنڈال کی طرف آنے لگے اور دیکھتے ہی دیکھتے مخالف حضرات کا پنڈال خالی ہو گیا۔ یہ دیکھ کر مولانا ظفر علی خان وفور جذبات سے بے خود ہو گئے اور فی البدیہ ایک نظم پڑھی جس کا ایک شعر ہے

میں آج سے مرید ہوں عبد الغفورؒ کا — چشمہ ابل رہا ہے محمد ﷺ کے نور کا

یوں اپ کے پاس بیک وقت قادری چشتی سہروردی اویسی اور نقشبندی سلسلہ طریقت کی خلافت موجود تھی۔

تصوف سے خاص لگاؤ تھا اور اپ اکثر و بیشتر بزرگاں دین کے مزارات پر حاضری دیا کرتے تھے۔

حضرت سیدنا داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری اپ کا معمول تھا۔

اپ کی زندگی کا روحانی پہلو کشف و کرامات کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اپ مستجاب الدعوات تھے اور غرباء و مساکین کے حق میں بھرپور دعا فرمایا کرتے تھے۔

اپ سے منسوب بے شمار کرامات زبان زد عام و خاص ہیں۔

اپ کو اردو فارسی عربی پنجابی ہندکو اور بے شمار دیگر زبانوں پر عبور حاصل تھا۔

اپ نے مختلف زبانوں میں شاعری بھی فرمائی۔

اپ کے حافظہ کا یہ عالم تھا کہ ہزاروں کی تعداد میں اشعار جن کا تعلق عشق خدا تعالیٰ اور عشق رسول صلی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ و سلم سے تھا اپ کو زبانی یاد تھے۔

اپ کی تقاریر میں عشق رسول صلی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم کوٹ کوٹ کر بھرا تھا

اپ کے چند نایاب اڈیو ریکارڈ اج بھی موجود ہیں کہ جن کو سن کر اہل عشق کی روح تڑپ اٹھتی ہے

اپ کو حضرت حسنین کریمین سے والہانہ عشق تھا اور اپ اپنی تقاریر میں اکثر یہ شعر گنگنایا کرتے تھے

اے دل بگیر دامن سلطان اولیاء

یعنی حسین ابن علی جان اولیاء

اپ کا پیغام رسول اللہ صل اللہ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم اور اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم سے محبت اور خلق خدا کی خدمت ہے۔

خدا تعالیٰ نے اپ کو شہادت کا مرتبہ ۹ اکتوبر 1970 بمطابق

7 شعبان المعظم کو عطا فرمایا۔

مختلف مستند اخبارات اور رسائل کے مطابق اپ کے جنازہ میں ایک لاکھ سے زیادہ لوگوں نے شرکت فرمائی۔

اپ کا وصال ایک ٹریفک حادثہ میں ہوا اور اپ نے سینکڑوں لوگوں کے سامنے کلمہ طیبہ اور درود شریف پڑھتے ہوئے اپنی جان خالق حقیقی کے سپرد فرمائی

آپ کے وصال کے بعد آپ کی مسند پر آپ کے فرزند حضرت علامہ مفتی محمد عبد الشکور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے دینی اسلام اور مسلک اہلسنت کی خدمت فرمائی۔ سالانہ دورۂ تفسیر القرآن جاری رکھا۔ تقریر و تحریر سے اپنے والد گرامی حضرت شیخ القرآن کے مشن کو پایۂ تکمیل تک پہنچاتے رہے

اپ کے چھوٹے بیٹے علامہ محمد طارق ھزاروی بھی تادم حیات اسلام کی تبلیغ واشاعت میں مشغول رہے

۔بڑے مفتی محمد عبد الشکور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادہ پیر محمد عارف ہزاروی صاحب نے روحانی مسند سنبھالی اور آج بھی اپنے عظیم دادا جان اور والد گرامی کے دینی، علمی، روحانی اور فکری مشن کو پورے پاکستان میں عام کر رہے ہیں۔

عمرہا در کعبہ و بتخانہ می نالد حیات

تا ز بزم عشق یک دانائے راز آید بروں

نوٹ: آپ کا سالانہ عرس حضرت شیخ القرآنؒ ہر سال 8 / 7 شعبان المعظم کو زیر نگرانی پیر محمد عارف ہزاروی منعقد ہوتا ہے۔

منظوم کلام حضرت شیخ القرآنؒ

اے ترک کج کلا ہے ، اے بے نیاز شاہے
بنواز ایں گدارا گاہے بیک نگاہے

اے پیرے فروشے بہر دِلم شکستہ
روئے تو قبلہ گاہے کوئے تو سجدہ گاہے

بسرت کلاہ وحدت بہ برت قبائے کثرت
ترکان دو جہاں را روئے تو قبلہ گاہے

در انتظار دیدش مویم سفید گشتہ
اے کاش گاہے یابم بحریم وصل راہے

مایوس دل شکستہ وہم سوختہ جگر
سر بردرش نہادہ باحالتے تباہے

بانالہائے پُر غم چشتی چو گفت اغثنی
ازروئے مہر گفتہ دادم ترا پناہے

بہ رخ مہر درخشانم تو باشی
بقد سروخرامانم تو باشی

زخوف راہزناں ایمن نشیم
متاع دین و ایمانم تو باشی

شوم آزاداز فکر طبیباں
طبیب و داد و درمانم تو باشی

ہمہ عمرم درایں رفتہ کہ اے کاش
گہے شمع شبستانم تو باشی

مرابا ماہ و پیروین حاجتے نیست
توباشی ماہ کنعانم تو باشی

ذظلمتہائے مرقد من نہ ترسم
چوبامن مہرتابانم تو باشی

اگر یک لحظہ با چشتی نشینی
سکون دل پریشانم توباشی

عمرم دریں بسر شد کہ گھے تو رخ نمائی
ہر دم دریں خیالم کہ شبے بخواہم آئی

اے خسرو دو عالم تو ماہ چار دائی
از ظلمت جدائی مارا بدہ رہائی

میرم چوں درفراقت برخاکم آوبنگر
ازتبرتم برآید دود آتش جدائی

ژولیدہ موپریشاں دردست کاسہ دل
در کوچہ ات گدائی بہتر زپادشائی

وی شب چوبردر اوپر درد نالہ کروم
ازروئے مہر گُفتہ چشتی بیابیائی

در اشتیاق جاناں جانم بلب رسیدہ
یالیتنی کہ جامے ازوصل اوچشیدہ

در فرقت بغزقم کوہ الم فتادہ
واحسرتاکہ مردم روئے ترانہ دیدہ

ازبخت واژگونم روزم سیاہ گشتہ
بفروز ظلمتم راپردہ زرخ کشیدہ

بیکس نوازشاھاکن یک نظر بحالم
افتادہ ام بیابیت خون جگر تپیدہ

بے تاب و سینہ بریاں افتاں ونیز خیزہ
دردلفگار چشتی نوک مژہ خلیدہ

بشارت شوم قاصد کج کلا ہے
پیامے بیراز گدائے بشا ہے

اے سلطان خوباں دو عالم پنا ہے
خدارا بسوئے غریباں نگا ہے

دو عارض فروزاں چو شمس الضحائے
دو زلف درازش چو مار سیا ہے

جنبیش منور چو صبح سعادت
بقد سرو سیمیں بہ رخ ہم چوں ما ہے

بسر تاج وحدت بپا نعل کثرت
بہ تخت نبوت عجب بادشا ہے

چہ میپرسی از حال بے چارہ چشتی
سراپا خطائے مجسم گنا ہے

از کثرت تجلی در حیرتم فتادہ
شد باختہ حواسم ہو شم بہ باد داہ

برکندہ شوخئی وے بنیاد زہد وتقویٰ
بایاد روئے خویش ساقی بیار بادہ

اے کاش گر بخلوت روزے شودمیسر
جاناں بزیر پایت سرعاجزی نہادہ

خواہی کہ بینی حسنش درجلوہ ہائے کثرت
بنشیں بہ بزم رنداں باساقیان سادہ

دے شب چوبر حریمش پردرد نالہ کردم
آمد ندا بگوشم در رحمتش کشادہ

از خنجر دو ابرو وزنوک تیر مژگاں
دل مبتلائے چشتی صید زبوں فتادہ

محمد مصطفیٰ اور رحمۃ اللعالمین تم ہو
حبیب کبریا تم ہو امام المرسلین تم ہو

شب اسری کے دولہا رونق بزم جہاں تم ہو
شہنشاہ دو عالم زینت عرش بریں تم ہو

شب دیجور میں کوہ الم جب ٹوٹ پڑتے ہیں
قرار بے قراراں مونس قلب حزیں تم ہو

غیوب کل کے دانا فخر عالم حاضرو ناظر
تمہیں تم ہو ۔ تمہیں تم ہو۔ تمہیں تم ہو ۔ تمہیں تم ہو

مکان و لامکاں میں اور میرے قلب مضطر میں
مکیں تم ہو ۔ مکیں تم ہو ۔ مکیں تم ہو

ستارے ہیں تمامی انبیاء چرخ نبوت کے
مگر اے والی ہر دو جہاں ماہ مبیں تم ہو

کسی پر کوئی شیدا ہے کسی پر کوئی عاشق ہے
وہ صورت جو کہ بھائی ہے خدا کو وہ حسیں تم ہو

ہوا دل مطمئن اور شاد چشتی کا سنا جب سے
سہارا روز محشر کا شفیع المذنبیں تم ہو

رسول پاک سے ہم دل لگائے بیٹھے ہیں
متاع ہوش و خرد کو لٹائے بیٹھے ہیں
جو ان کی راہ میں سب کچھ لٹائے بیٹھے ہیں
مقام قرب کے وہ رتبے پائے بیٹھے ہیں

وہ جن کے واسطے بے چین دل جگر تک تھے
وہ جن کے واسطے نالے فلک گذر تک تھے
وہ جن کے واسطے ہم دیدہ تر سحر تک تھے
زہے نصیب وہ محبوب آئے بیٹھے ہیں

ادھر بھی اک نظر لطف یا رسول اللہؐ
کھڑے ہیں در پہ یہ سب بے نوا رسول اللہؐ
ہیں ان کی کشتی کے بس نا خدا رسول اللہؐ
جو سبز روضہ پر نظریں جمائے بیٹھے ہیں

جنہیں ازل سے عطا ہیں خدا سے پاک اصلاب
کشادہ جن پہ کئے حق نے غیب کے ابواب
ہے جن کا مثل خدائی میں جوں خدا نایاب
وہ بزم برلب کوثر لگائے بیٹھے ہیں

وہ جن کے عشق کا سودا ہر ایک سر میں ہے
خوشا نصیب وہ محبوب میرے گھر میں ہے
انہیں کا جلوہ تو چشتی تری نظر میں ہے
بروز حشر جو بگڑی بنائے بیٹھے ہیں

منقبت حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

عاشقوں میں سب سے اونچا ہے مقام گنج بخشؒ
رشک فردوس بریں ہے جس کا نام گنج بخشؒ

جس کو دیکھو ان کے در پر مست اور سرشار ہے
ہے گدا اور شاہ پہ یکساں فیض عام گنج بخشؒ

ماسوی اللہ کی حقیقت کیا ہے ان کے سامنے
فرش سے عرش علی ہے ایک گام گنج بخش

ہیں معین الدینؒ، فرید الدینؒ، شمس الدینؒ سب
پینے والے بادہ گلگوں سے جام گنج بخشؒ

پی رہے ہیں سب کے سب پیتے رہیں گے تاابد
جرعہ جرعہ فیض من کاس الکرام گنج بخشؒ

مشکلیں حل ہو گئیں ، مقصد ملا ،کیف آ گیا
جب لیا مستی میں ، میں نے پاک نام گنج بخشؒ

خشک زاہد کی سمجھ سے ہے وری میرا مقام
کیونکہ ہے چشتی بہت ادنیٰ غلام گنج بخش

اسی پڑھ پڑھ علم بھلا بیٹھے نہ آوندا اے نہ جاندا اے
اچی تھانویں اکھ لگا بیٹھے نہ آوندا اے نہ جاندا اے

جدوں یار نے مکھ وکھایا اے بھل گئے نے رکوع تے سجود میاں
اسی اپنا آپ بھلا بیٹھے ۔ نہ آوندااے نہ جاندااے

ساقی نے شراب پلائی اے اساں چھڈی سب خدائی اے
بوئے یار دے کلی پا بیٹھے نہ آوندا اے جاندا اے

اسی ساڑ مصلے بھن لوٹا کر لیا قبول ہر اک ٹوٹا
اسی عشق دے گھاٹے کھا بیٹھے نہ آونداا ے نہ جاندا اے

ناسوتاں وچہ ملکوتاں وچہ جبروتاں وچہ لاہو تاں وچہ
ہر طرفیں نظر دوڑا بیٹھے نہ آوندا اے نہ جاندا اے

تشبیہ دے پینڈے طے کر کے تنزیہہ دی منزل جا پہنچے
وچ وحدت ڈیرے لا بیٹھے نہ آونداا ے نہ جاندا اے

کتے مسجد مندر میخانہ کتے ساغر تے کتے پیمانہ
کتے ساقی بن کے آ بیٹھے نہ آوندا اے نہ جاندا اے

کتے شاہ تے کتے گدا بن کے کتے خواجہ مہر علی شاہؒ بن کے
اوہ لکھاں روپ وٹا بیٹھے نہ آوندا اے نہ جاندا اے

ایتھوں وگ چل عبدالغفور میاں ایتھے سب کچھ چکنا چور میاں
اسی دنیا توں چت چا بیٹھے نہ آوندا اے نہ جاندا اے

میرا قبلہ توں میرا کعبہ توں میرا دین بھی توں ایمان بھی توں
میرا مطلب توں مطلوب بھی توں میرا دلبر توں جاناں بھی توں

اویار کمنداں والڑیا او گوڑیاں نیناں والڑیا
میرا سوزبھی توں میرا ساز بھی توں میرا درد بھی توں درمان بھی توں

لنگ کئی مہینے برس گئے تیری دید نوں دیدے ترس گئے
کدے ٹٹیاں دلاں ول پھیرا پا میرا چین تے اطمینان بھی توں

تیرے ہجر نے مار مکایا اے ھن دم لباں تے آیا اے
کالی رات ہجر دی کر روشن میرا چن بدر تاباں بھی توں

پئی کھلی اڈیکاں راہواں تے دیوے بال رکھے خانقاہواں تے
تتڑی ول موڑ مہار کدے میرا پنن بھی توں میری جان بھی توں

تیرا سائل عبدُالغفور وے بیکس عاجز مجبور وے
پا خیر کرم دا سائیاں وے میرا سخی حاتم ذی شان بھی توں

حبیبی ہاشمی مدنی تہامی
غلام ادنیٰ اوہدے رومیؒ تے جامی

معین الدینؒ ، فریدالدینؒ ولی سب
سمجھدے فخر نے اوہدی غلامی

کی دساں شان طیبہ دی گلی دی
ہے سجدہ گاہ ارادت ہر ولی دی

سنہری جالیاں دے مڈھ کھلو کے
فرشتے دیندے رہندے نے سلامی

فرشتے وجد دے وچ جھومدے سن
اوہدی چوکھٹ دے گرد گھومدے سن

جدوں جھولا جھلا کہندی سی شیماں
فقم قم یا حبیبی کم تنا می

ہے ساری دنیا تے فیضان اوہدا
ہے خود رحمان مدح خوان اوہدا

کرے چشتی بیاں کی شان اوہدا
محمد ﷺ پاک جس دا نام نامی

مامور من الرسول، سر جلوہ کرامت متقدمین، مظہر جمال و جلال متوسطین، منظر اُفق متاخرین، منجم عوارف و معانی

قبلۂ عالم حضرت پیر سید مہر علی شاہ گیلانی قدس سرہ العزیز

حضرت خواجہ پیر محمد عبد الغفور ہزارویؒ

پیر مفتی محمد عبد الشکور ہزارویؒ

حضور بابو جیؒ گولڑہ شریف مفتی صاحبؒ کی شادی کے موقع پر چنبہ گاؤں ضلع ہری پور

صاحبزادہ محمد طارق ہزارویؒ اور مفتی صاحبؒ چنبہ گاؤں ضلع ہری پور

علامہ ہزاروی صاحبؒ مرکزی صدر جمیعت علمائے پاکستان کے
صدر بننے پر اہل وزیرآباد کی طرف سے عشائیہ میں شرکت

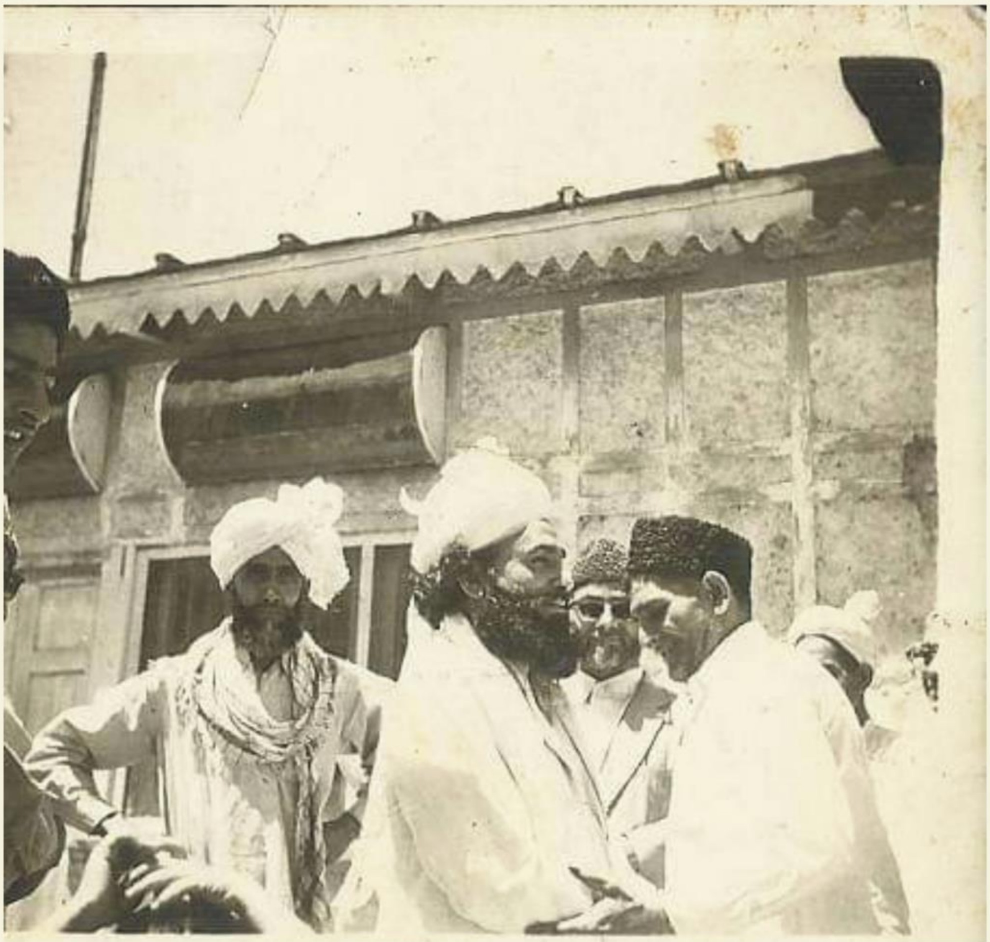

حضرت شیخ القرآنؒ کوئٹہ ایئرپورٹ پر

حضرت شیخ القرآنؒ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر سلامی لیتے ہوئے

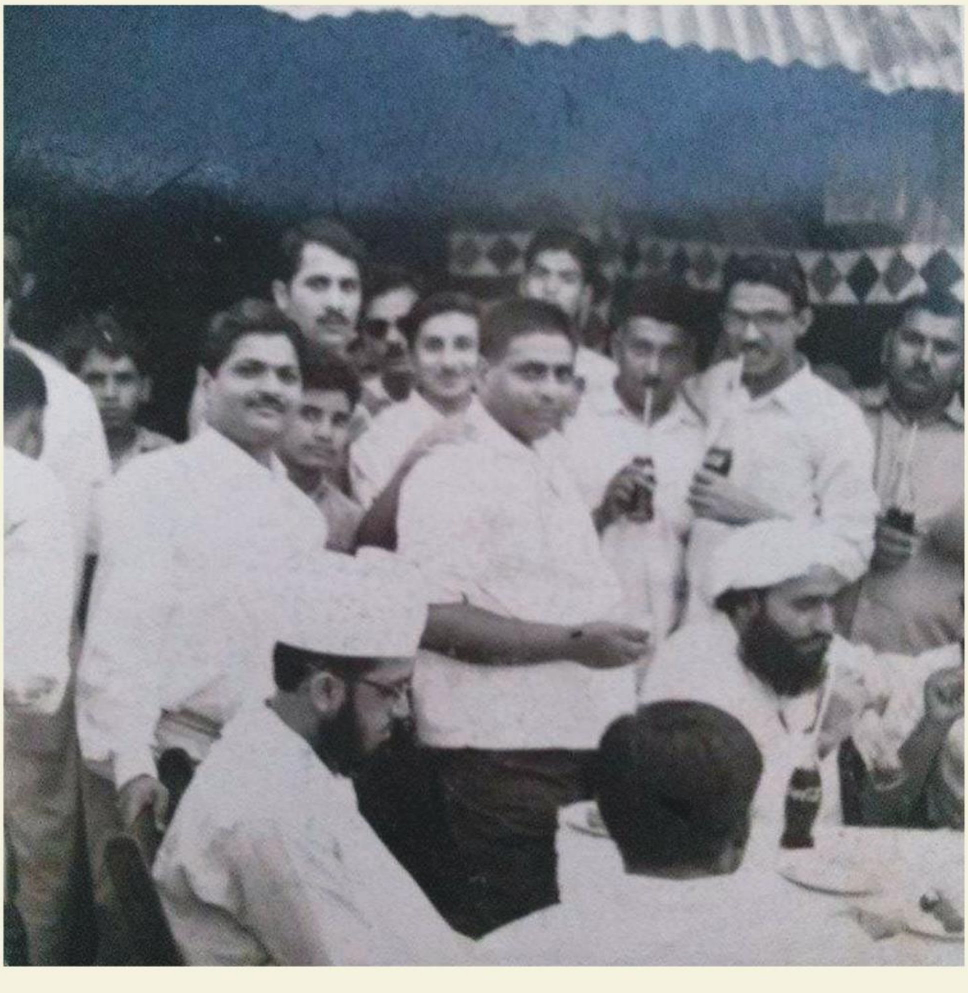

حضرت شیخ القرآنؒ انور کلاتھ ہاؤس وزیرآباد کے افتتاح کے موقع پر

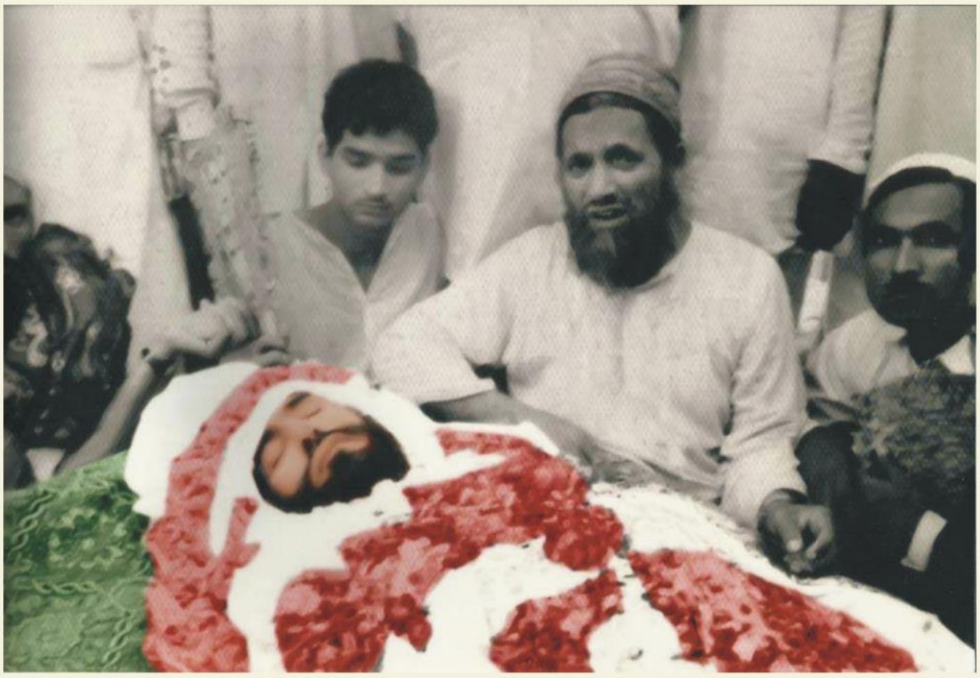

حضرت شیخ القرآنؒ کا آخری دیدار 10 اکتوبر 1970

قبور انوار حضرت شیخ القرآنؒ اور مفتی صاحبؒ

مزار مبارک کا خوبصورت منظر

مرکزی جامع مسجد غوثیہ وزیرآباد کا پرانا مرکزی گیٹ

گلشنِ شیخ القرآن
علامہ صاحبزادہ محمد طارق ہزاروی
پیر مفتی محمد عبدالشکور ہزاروی
الحاج پیر محمد عبدالغفور ہزاروی
چشتی نظامی گولڑوی
صاحبزادہ محمد ثوبان ہزاروی
ڈاکٹر محمد آصف ہزاروی چشتی
صاحبزادہ محمد عارف ہزاروی چشتی
صاحبزادہ محمد ماعز ہزاروی
صاحبزادہ محمد شارف ہزاروی
صاحبزادہ محمد مصعب ہزاروی
صاحبزادہ محمد شفان ہزاروی
صاحبزادہ محمد ذکوان ہزاروی
صاحبزادہ محمد عاکف ہزاروی